© rasailojaraid.com

رسائل و مسائل

مقروض کا صدقہ کرنا

ایک صاحب کو قرض ادا کرنا ہے لیکن وہ قرض ادا کرنے کے ساتھ ساتھ صدقہ بھی کرنا چاہتے ہیں۔ کیا انھیں پہلے قرض ادا کرنا چاہیے یا ساتھ ساتھ صدقہ بھی کرسکتے ہیں۔

حقوق العباد کی بروقت ادایگی بہت زیادہ ضروری ہے۔ جن لوگوں کے قرض کسی کے ذمہ ہوں' ضروری ہے کہ وہ وعدے کے مطابق ادا کیے جائیں۔ اگر کوئی قرض ایسا ہے کہ اس کی ادایگی کا وقت آپہنچا ہے اور صدقہ کرنے سے وہ حق متاثر ہوتا ہے تو ایسی صورت میں صدقہ کو موخر کرنا چاہیے۔ لیکن اگر قرض کی میعاد ابھی دور ہے اور غالب گمان ہو کہ صدقہ کرنے سے قرض کی ادایگی متاثر نہ ہوگی بلکہ قرض کی ادایگی اپنے وقت پر ہو جائے گی تو ایسی صورت میں صدقہ بھی کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اتنی مقدار میں کہ گھر کے جاری اخراجات میں بھی خلل نہ آئے' ان کے لیے کسی کے سامنے دست سوال دراز نہ کرنا پڑے اور قرض بھی اپنے وقت پر ادا ہو جائے۔ قرآن پاک میں اس کے لیے یہ اصول بیان کیا گیا ہے: "وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا (بنی اسرائیل ۱۷:۲۹) اپنے ہاتھ کو گردن سے باندھ کر جکڑ نہ دو اور اسے پوری طرح کھلا بھی نہ چھوڑ دو کہ اس کے بعد ملامت زدہ اور حسرت زدہ ہو کر بیٹھ جائے۔ اس لیے جس طرح قرض کی وجہ سے آدمی اپنا کھانا پینا اور دیگر اخراجات محدود کرتا ہے تاکہ قرض کی ادایگی کے لیے رقم بچائی جاسکے' اسی طرح صدقہ و خیرات کو بھی محدود کرنا چاہیے۔ اس کو بھی اس حد تک رکھنا چاہیے کہ قرضوں کی ادایگی متاثر نہ ہو۔ (مولانا عبد المالک)

بیٹی یا بیٹے کا مسئلہ

میری شادی ایک پڑھے لکھے' بظاہر دینی مزاج رکھنے والے شخص سے ہوئی ہے۔ آج کل میں امید سے ہوں۔ شوہر مجھے اس میں tension دیتے رہتے ہیں' ان کو بیٹے کا بہت کمپلیکس ہے۔ شاید اس لیے کہ ان کے دیگر بھائیوں کے یہاں بھی کوئی اولاد نرینہ نہیں ہے۔ وہ بیٹیوں کو بالکل پسند نہیں کرتے۔ ان کو یہ خیال ہے کہ ان کے یہاں بھی شاید بیٹی ہی ہو جائے اس لیے وہ مجھے سب کے سامنے نظرانداز کرتے ہیں' میری بالکل پروا نہیں کرتے۔ بس ہر وقت یہی کہتے رہتے ہیں کہ بیٹا ہونا چاہیے۔ انھوں نے اپنی باتوں سے مجھے یہ تاثر دیا ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہ اگر بیٹی ہوئی تو وہ مجھے اور اپنی بیٹی دونوں کو پھینک دیں گے۔ پلیز آپ مجھے بتایئے کیا ایک پڑھے لکھے اور اسلام سے قریب شخص کو یہ باتیں زیب دیتی ہیں۔

اولاد کے حوالے سے بہت سے پاکستانی گھرانوں میں یہ صورت حال ہے کہ اگر کسی کے ہاں لڑکا پیدا ہو جائے تو اس کی والدہ کی قدر میں اضافہ ہو جاتا ہے اور اگر لڑکی پیدا ہو جائے تو ماں کی قدر گر جاتی ہے۔ دوران حمل بھی ایک حاملہ کو بارہا اس طرح کے خیالات سننے پڑتے ہیں کہ اس کے ہاں لڑکی ہوئی تو خاندان کو بہت کم خوشی بلکہ رنج ہو گا اور اگر لڑکا ہوا تو ہر فرد خوش ہو جائے گا۔ اس بات پر حیرت اور صدمہ ہوتا ہے کہ اس قسم کے خیالات بعض پڑھے لکھے بلکہ تحریک کے افراد میں بھی پائے جاتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ نے لڑکیوں کی پیدائش کو ان کے والدین کے لیے نجات کا ذریعہ قرار دیا ہے نہ کہ غم و افسوس کا۔

احادیث میں ہمارے ہاں کے مروجہ غلط تصور کی شدت سے تردید کی گئی ہے کہ لڑکے لڑکیوں سے افضل ہوتے ہیں۔ لڑکیوں کی پیدائش کو حقیر جاننے پر وعید کی گئی ہے۔ دراصل ہمارے بہت سے معاشرتی تصورات اسلام سے پہلے کے ہندوانہ معاشرے اور زراعتی ثقافت پر مبنی ہیں جس میں لڑکی کے مقابلہ میں لڑکے کو اثاثہ سمجھا جاتا ہے۔ حقیقت واقعہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ ہمارے دیہاتی علاقوں میں جہاں کاشتکاری بنیادی ذریعہ معاش ہے' خواتین مردوں کے دوش بدوش کام کرتی ہیں اور کمیت و کیفیت کے لحاظ سے ان کی کارکردگی میں کوئی بڑا فرق نہیں ہوتا' اعزاز و اکرام کا حق دار مرد ہی کو قرار دیا جاتا ہے۔ ان گہرے ثقافتی معتقدات کو ٹھنڈے دل کے ساتھ تنقیدی نگاہ سے دیکھنے کی ضرورت ہے اور تحریکی افراد کو تو خالصتاً قرآن و حدیث کی بنیاد پر اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ کیا وہ اپنے دل و دماغ کو جاہلی رسومات سے آزاد کر سکے ہیں یا وہ بھی ان جاہلی تصورات کو سینے سے لگائے ہوئے ہیں جن کو نبی کریمؐ نے اپنے پاؤں تلے روندا تھا۔

داعی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام جاہلی تصورات کے خلاف عملاً جہاد فرما کر ہمیں جس طرز عمل کی تعلیم دی ہے اس میں بیوی کے ساتھ حسن سلوک' محبت اور احترام بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ ایک شخص کے اچھے اور برے ہونے کے لیے جو معیار بتایا گیا ہے وہ یہی ہے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ کتنا اچھا ہے۔ محض اس بنا پر اپنی بیوی کو کم تر سمجھنا کہ وہ ایک یا زائد بیٹیوں کی ماں ہے' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کو رد کرتے ہوئے اپنے نفس کو اپنا رہنما بنانا ہے۔

ایک لمحے کے لیے اس مسئلے کے طبی پہلو پر بھی نظر ڈال لیجیے۔ ہماری طبی معلومات کی حد تک اگر رحم مادر میں تخلیقی مادہ کے امتزاج کے نتیجہ میں (X) کروموسوم بنیاد بنتا ہے تو لڑکی کی ولادت ہوتی ہے اور اگر (Y) کروموسوم بنتا ہے تو لڑکے کی ولادت ہوتی ہے اور اس خلیے کی ترکیب میں' ہونے والی ماں کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ اس پر نہ اس کا اختیار ہے نہ شوہر نامدار کا۔ اگر ذمہ داری ہے تو دونوں کی اور اگر نہیں ہے

© rasailojaraid.com